جناب محمد افضل شمسی
اسسٹنٹ ایڈیٹر ماہنامہ ''تجلیاتِ حبیب'' لاہور

قانون توہین رسالت اور حدود آرڈیننس کا از سر نو جائزہ؟

۱۶رمئی ۲۰۰۴ء کے اخبارات کے مطابق صدر مملکت جنرل پرویز مشرف نے انسانی حقوق کے حوالے سے اسلام آباد میں منعقدہ ایک کنونشن میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ''توہین رسالت سے متعلق قوانین اور حدود آرڈیننس کا از سر نو جائزہ لیا جائے تا کہ ان قوانین کا غلط اور امتیازی استعمال نہ ہو سکے۔''

صدر مملکت جنرل پرویز مشرف نے اس موقع پر اعلان کیا کہ ''انسانی حقوق کے متعلق قوانین پر عملدرآمد اور ہر سطح پر انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی نشاندہی اور ان کے سد باب کیلئے ایک قومی کمیشن بنایا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ قومی کمیشن برائے انسانی حقوق قائم کر کے اسے ایک آزادانہ حیثیت دی جائے گی جو انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں پر ہر سطح پر امور کا جائزہ لے کر رپورٹ تیار کریگا اور اسکے ازالے اور سد باب کیلئے اقدامات کرے گا۔''

۲۴رمئی ۲۰۰۴ء کو جناب پرویز مشرف نے جناح کنونشن سنٹر اسلام آباد میں منعقدہ تین روزہ قومی طلباء کنونشن کی اختتامی نشست سے خطاب کرتے ہوئے ایک بار پھر کہا کہ حدود آرڈیننس اور ناموس رسالت کے تحفظ کے قانون پر بحث ہونی چاہیے۔

وطن عزیز میں تمام شعبہ ہائے زندگی میں انسانی حقوق کی صورتحال واقعی بڑی ابتر ہے اور یہ ابتری روز افزوں ہے۔ جان، مال اور عزت و آبرو کا تحفظ ہر انسان کا بنیادی حق ہے جس کی پاسداری کسی بھی ریاست کی بنیادی ذمہ داری ہے مگر بصد افسوس یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ ہمارے ہاں نہ کسی کی جان محفوظ ہے نہ کسی کا مال محفوظ ہے۔ اور نہ کسی کی عزت و آبرو، جس کی لاٹھی اس کی بھینس کا اصول کارفرما ہے اور ایک بالا دست طبقہ مسلسل من مانی کر رہا ہے حتیٰ کہ ریاستی اداروں اور مشینری کو بھی اپنے مفادات کیلئے استعمال کرنے سے نہیں چوکتا۔ اس پس منظر میں تو ایک آزادانہ قومی کمیشن کا قیام احسن اقدام ہوگا بشرطیکہ وہ کمیشن واقعی آزاد ہو اور وطن عزیز کی نظریاتی اسلامی حدود کے دائرہ کار میں رہتے ہوئے تمام شعبہ ہائے زندگی سے متعلق انسانی حقوق کے تمام پہلوؤں کا جائزہ لے کر خرابیوں کی نشاندہی کرے ان کے حقیقی اسباب وعوامل کا سراغ لگائے اور اصلاح کیلئے قابل عمل سفارشات تیار کرے اور حکومت ذاتی پسند و ناپسند سے بالاتر ہو کر ان سفارشات پر مکمل عملدرآمد کرے لیکن اگر یہ قومی کمیشن مادر پدر آزاد اور ایسے اسلام دشمن عناصر کے سپرد کر دیا جائے جو اسلامی نظام تعزیرات کے سرے سے قائل ہی نہیں ہیں اور انہیں اسلامی سزائیں وحشیانہ نظر آتی ہیں

اوران کا فکری قبلہ مکہ ومدینہ کی بجائے نیویارک وجنیوا ہواوران کے فیصلوں کی اساس قرآن وسیرت رسولؐ کی بجائے اقوام متحدہ کا انسانی حقوق کا چارٹراور جنیوا کونشن کی قراردادیں ہوں تو یہ اسلامیانِ پاکستان کے ساتھ سخت زیادتی ہوگی اوراس ساری کوشش اور کارروائی کو بین الاقوامی اسلام دشمن لابیوں کی طرف سے دیئے جانے والے ایجنڈے کی تکمیل کے علاوہ کوئی دوسرا نام دینا مشکل ہوگا۔(یادر ہے کہ متعدد انسانی حقوق کے تعین' تشریح اور تعبیر میں اقوام متحدہ کا انسانی حقوق کا چارٹراور جنیواانسانی حقوق کمیشن کی قراردادیں واضح اسلامی تعلیمات سے متصادم ہیں۔)

رہی بات حدود آرڈیننس اور توہین رسالت کے قوانین میں تبدیلی کی تو ہمیشہ انسانی حقوق کی پاسداری کی آڑ میں انہیں نشانہ تنقید بنایا جاتا رہا ہے جو کسی لحاظ سے بھی درست نہیں ہے۔اہل مغرب کو ملک پاکستان میں موجود توہین رسالت کے قوانین سے خاص طور پر چڑ ہے۔یوں لگتا ہے کہ جیسے بضد ہیں کہ توہین رسالت کا ارتکاب ان کا بنیادی حق ہے'امریکہ ویورپ کے اسلام دشمن عناصر بالخصوص یہودی عرصہ دراز سے مسلمانوں کے قومی جسد سے روح محمدؐ نکالنے کیلئے کوشاں ہیں اور ایسے عناصر کی ہمیشہ سے اور ہر طرح سے حوصلہ افزائی کرتے چلے آرہے ہیں جو توہین رسالت کا ارتکاب کرتے ہیں لیکن بحمداللہ تاحال وہ اپنی اس مذموم کوشش میں کامیاب نہیں ہوسکے اوران شاءاللہ مستقبل میں بھی نامراد رہیں گے۔مغربی ممالک اور اسلام دشمن لابیوں سے فنڈز کھانے والی این جی اوز اور آزاد خیال شخصیات حدود آرڈیننس اور توہین رسالت کے قانون پر ہمیشہ سے اعتراض کرتی چلی آئی ہیں۔اور انکے خاتمہ کیلئے اپنی حیثیت کے مطابق کوشش بھی کرتی چلی آرہی ہیں مگر اب تک کسی فوجی یا جمہوری حکومت کو یہ قوانین واپس لینے کی جرأت نہیں ہوئی۔جنرل پرویز مشرف نے اپنے اقتدار کے شروع میں ان قوانین میں ردوبدل کی کوشش کی تھی' مگر بعد میں شدید عوامی دباؤ پر انہوں نے ان قوانین کو بعینہٖ برقرار رکھنے کا فیصلہ کیا مگر اب پتہ نہیں کیوں انہوں نے پھر یہ عندیہ ظاہر کیا ہے؟ بہرحال ابھی تک جنرل صاحب نے یہ نہیں بتایا کہ انہیں ذاتی طور پر حدود آرڈیننس اور توہین رسالت قانون کی کون سی شقوں پر اعتراض ہے اور وہ ان میں کیا ترمیم چاہتے ہیں؟

جنرل پرویز مشرف کی طرف سے وقفے وقفے سے ایسے خیالات وعزائم کا اظہار اس امر کا پتہ دیتا ہے کہ حکومت اس بارے میں مسلسل ہوم ورک کر رہی ہے اوران ''تبدیلیوں'' کو برداشت کرنے کیلئے اسلامیان پاکستان کو ذہنی طور پر تیار کیا جارہا ہے۔غالباً اسی کیساتھ ہی اقتدار بخشنے والی بیرونی قوتوں کو یہ احساس دلانا بھی مقصود ہے کہ ان سے ایسے مطالبات کی تکمیل کیلئے ابھی مزید عرصہ کیلئے ہمارا اقتدار پر رہنا ضروری ہے اور ایسے سنہری کارنامہ کیلئے ہم سے زیادہ اہل کوئی نہیں ہے۔

عالمی سطح پر مسلم انسانی حقوق کا چارٹر جہاں ہر شخص کو آزادیٔ اظہار رائے کی ضمانت دیتا ہے' وہاں اس پر یہ قدغن بھی عائد کرتا ہے کہ دوسروں کے مذہبی اعتقادات کا احترام کیا جائے۔جہاں تک دین اسلام کا تعلق ہے تو وہ تمام انبیاؑ کے احترام کا پابند کرتا ہے۔کوئی بھی ذی شعور مسلمان توہین رسالت کے مرتکب کسی شخص کو ہرگز برداشت نہیں

کر سکتا۔ چنانچہ متحدہ ہندوستان میں بھی جب کسی غیر مسلم نے اس قسم کی ناپاک جسارت کی تو جذبہ ایمان اور عشق مصطفیٰ سے سرشار اہل اسلام نے موقع پر ہی ایسے گستاخانِ رسالت کو کیفر کردار تک پہنچادیا۔ مذکورہ بالا قوانین تو دراصل معاشرے کو انارکی سے بچانے اور ایسے افراد کو جن پر توہین رسالت کا الزام لگے' صفائی کا موقع فراہم کرنے کیلئے نافذ کئے گئے تھے تاکہ عام شہری خود ہی کسی ملزم کو موقع پر سزا دینے کا فیصلہ نہ کریں اور انصاف کے تقاضے پورے کئے جاسکیں جہاں تک تعلق ہے ان قوانین کے غلط اور امتیازی استعمال کا تو اس سلسلہ میں عرض ہے کہ کسی قانون کے غلط استعمال کی ذمہ داری اس قانون پر نہیں ہوتی اور نہ ہی اس کا یہ حل ہوتا ہے کہ سرے سے اس قانون کو ہی ختم کردیا جائے۔ یہ تو حکومت وقت کی بنیادی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ تمام قوانین کے درست استعمال کو یقینی بنائے۔ حکمران محض اتنا کہہ دینے سے ہرگز بری الذمہ نہیں ہوجاتے کہ فلاں قانون غلط اور امتیازی طور پر استعمال کیا جاتا ہے اسلئے ہم اس قانون کو ہی ختم کرنا چاہتے ہیں بلکہ حکمرانوں کی طرف سے ایسا اعتراف کہ قوانین کا غلط استعمال ہورہا ہے' انکی نااہلی کا ثبوت سمجھا جاتا ہے۔ اگر قوانین کے غلط استعمال کی وجہ سے ان کی منسوخی کا سلسلہ (خدانخواستہ) شروع ہوگیا تو پھر ہمارے تقریباً تمام قوانین ہی اس زد میں آجائیں گے اور جو تھوڑا بہت نظام مملکت چل رہا ہے یہ سب بھی زمین بوس ہوجائیگا۔

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ اسلامیان پاکستان پہلے کی طرح اب بھی اس کی اجازت نہیں دیں گے کہ ناموس رسالت کے قوانین کا خاتمہ کرکے یا ان میں ایسی تبدیلیاں کرکے جن سے یہ عملاً غیر مؤثر ہوجائیں صرف ۲ فیصد غیر مسلموں کو تاریخ انسانی کی مقدس ترین ہستی محسن انسانیت' سید الاولین والآخرین' رحمت اللعالمین وجہ تخلیق کائنات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس میں (نعوذ باللہ) گستاخی کرکے وطن عزیز کی ۹۸ فیصد آبادی اور دنیا بھر میں موجود ڈیڑھ ارب مسلمانوں کی دل آزاری کا ''حق'' دیا جائے۔ اور زنا' شراب نوشی' قذف اور قتل و غارت گری جیسے سنگین ترین انسانی جرائم کے خاتمہ کیلئے خالق کائنات حق تعالیٰ کی متعین کردہ سزاؤں پر مشتمل حدود آرڈیننس کا خاتمہ کرکے یہاں بھی مغرب کی طرح زنا' شراب نوشی' اور بے شرمی و بے حیائی پھیلانے کی اجازت دی جائے کیونکہ توہین رسالت کا قانون پاکستانی قوم نے خون کے کئی دریا عبور کرکے منظور کروایا ہے۔

امریکہ و یورپ کے پروپیگنڈہ سے متاثر ہمارے حکمرانوں اور ''روشن خیال'' دانشوروں کو یہ سوچنا چاہیے کہ اگر کوئی شخص توہین رسالت کا ارتکاب کرے یا کوئی بیرونی لابی ایسے رسوائے زمانہ شخص کو تحفظ فراہم کرے تو ڈیڑھ ارب مسلمانوں کی دل آزاری کی وجہ سے ان کے انسانی حق کی خلاف ورزی نہیں ہوتی لیکن اس ایک فرد یا ایسے چند افراد کو سزا دینے سے ایسے ننگ انسانیت افراد کے انسانی حق کی خلاف ورزی شمار کی جاتی ہے۔

حکومت کو چاہیے کہ ان قوانین پر نظر ثانی کرکے قوم کو کسی نئی آزمائش کی آگ میں ڈالنے کی بجائے اس مشینری کی اوور ہالنگ پر توجہ دے جسکے ذریعے قوانین کا نفاذ ہوتا ہے۔ کیونکہ ہمارے ہاں اصل مسئلہ انتظامی مشینری' عدالتی طریق کار اور پولیس کے رویے کی عملاً اصلاح ہے تاکہ تمام قوانین حسب ضرورت اور حسب موقع بجا طور پر استعمال ہوں۔